

جوابِ شکوہ

یعنی

وہ دلپذیر نظم

جو

ترجمانِ حقیقت ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم ۔ اے ۔ پی ایچ ڈی بیرسٹر ایٹ لا لاہور نے
زمیندار ٹرکش ریلیف فنڈ ٹرسٹ کے جلسہ منعقدہ ۳۰ ۔ نومبر ۱۹۱۲ء میں پڑھی

اور

مینجر مرغوب ایجنسی لاہور نے مصنف موصوف کی اجازت سے

کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور میں چھپوائی

قیمت ۴ر

جوابِ شکوہ

مُصنّفہ

جناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور

1 دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے
قُدسی الاصل ہے۔ رفعت پہ نظر رکھتی ہے
خاک سے اُٹھتی ہی گردُوں پہ گزر رکھتی ہے
اُڑکے آواز مری تا بفلک جا پہنچی!
یعنی اِس گُل کی مہک عرش تلک جا پہنچی!

جب غمِ درد سے ہو خلقتِ شاعر مدہوش
آنکھ جب خون کے اشکوں سے بنے لالہ فروش
کشورِ دل میں ہوں خاموش خیالوں کے خروش
چرخ سے سوئے زمیں شعر کو لاتا ہے سروش

قیدِ دستور سے بالا ہے مگر دِل میرا!
فرش سے شعر ہُوا عرش پہ نازِل میرا!

پیرِ گردوں نے کہا سُنکے "کہیں ہے کوئی"
بولے سیارے "سرِ عرش بریں ہے کوئی"
چاند کہتا تھا "نہیں! اہلِ زمیں ہے کوئی"
کہکشاں کہتی تھی "پوشیدہ یہیں ہے کوئی"

کچھ جو سمجھا مرے شکوے کو تو رضواں سمجھا
مجھ کو جنت سے نکالا ہُوا انساں سمجھا

تھی فرشتوں کو بھی حیرت کہ یہ آواز ہے کیا!
عرش والوں پہ بھی کھلتا نہیں یہ راز ہے کیا؟
تا سرِ عرش بھی انساں کی تگ و تاز ہے کیا؟
آگئی خاک کی چٹکی کو بھی پرواز ہے کیا؟

غافل آداب سے سکانِ زمیں کیسے ہیں!
شوخ و گستاخ یہ پستی کے مکیں کیسے ہیں!

اس قدر شوخ کہ اللہ سے بھی برہم ہے!
تھا جو مسجودِ ملائک یہ وہی آدم ہے!
عالمِ کیف ہے دانائے رموزِ کم ہے!
ہاں، مگر عجز کے اسرار سے نا محرم ہے!

ناز ہے طاقتِ گفتار پہ انسانوں کو!
بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو!

۶ آئی آواز، غم انگیز ہے افسانہ ترا!
مے فریاد سے معمور ہے پیمانہ ترا!
ہے ہم آغوشِ فلک نعرۂ مستانہ ترا!
کس قدر شوخ زباں ہے دلِ دیوانہ ترا!
شکر شکوے کو کیا حسنِ ادا سے تو نے
ہم سخن کر دیا بندوں کو خدا سے تو نے

۷ ہم تو مائل بکرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں،
راہ دکھلائیں کسے رہروِ منزل ہی نہیں،
تربیت عام تو ہے جوہرِ قابل ہی نہیں،
جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گِل ہی نہیں،
کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں!
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں!

جس طرح احمدؐ مختار ہے نبیوں میں امام!
اُس کی اُمت بھی ہے دُنیا میں امامِ اقوام!
کیا تمہارا بھی نبی ہے وہی آقائے انام؟
تم مسلماں ہو؟ تمہارا بھی وہی ہے اسلام؟
اُسکی اُمت کی علامت تو کوئی تم میں نہیں
مے جو اسلام کی ہوتی ہے وہ اس خُم میں نہیں

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دِل خوگر ہیں!
اُمتی باعثِ رُسوائی پیغمبر ہیں!
بُت شکن اُٹھ گئے باقی جو رہے بُت گر ہیں!
تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں!
کہیں تہذیب کی پُوجا۔ کہیں تعلیم کی ہے!
قوم دُنیا میں یہی احمدِ بے میم کی ہے؟

کشورِ ہند میں گلیۂ ناکام کا بُت
عربستان میں شفاخانۂ اسلام کا بُت
اور لندن میں عبادت کدۂ عام کا بُت
لیگ والوں نے تراشا ہی بڑے نام کا بُت

بادہ آشام نئے بادہ نیا خُم بھی نئے
یعنی کعبہ بھی نیا بُت بھی نئے تُم بھی نئے

وُہ بھی دِن تھے کہ یہی مایۂ رعنائی تھا!
نازشِ موسمِ گُل لالۂ صحرائی تھا!
جو مسلمان تھا اللہ کا سودائی تھا!
کبھی محبُوب تمہارا یہی ہرجائی تھا!

کسی یکجائی سے اب عہدِ غلامی کرلو!
ملّتِ احمدِ مرسل کو مقامی کرلو!

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے۔ ہاں نیند تمہیں پیاری ہے
طبعِ آزاد پہ قیدِ رمضاں بھاری ہے
تمہیں کہدو یہی آئینِ وفاداری ہے؟

قوم مذہب سے ہی۔ مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں محفلِ انجم بھی نہیں

جن کو آتا نہیں دُنیا میں کوئی فن۔ تم ہو!
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن۔ تم ہو!
بجلیاں جس میں ہوں آسُودہ وہ خرمن۔ تم ہو!
بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن۔ تم ہو!

ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچوگے جو ملجائیں صنم پتھر کے

صفحۂ دہر سے باطل کو مٹایا کس نے؟
نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا کس نے؟
میرے کعبے کو جبینوں سے بسایا کس نے؟
میرے قرآن کو سینوں سے لگایا کس نے؟

تھے تو آبا وہ تمہارے ہی، مگر تم کیا ہو؟
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو!

کیا کہا؟ "بہرِ مسلماں ہے فقط وعدۂ حور"
شکوہ بیجا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور!
عدل ہے فاطرِ ہستی کا ازل سے دستور
مسلم آئیں ہوا کافر تو ملے حور و قصور

تم میں حوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں
جلوۂ طور تو موجود ہے، موسیٰ ہی نہیں

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی - دین بھی - ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی - اللہ بھی - قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ؟ ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں !
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں ؟

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار ؟
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار ؟
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار ؟
ہو گئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار ؟
قلب میں سوز نہیں - روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں !

جاگے ہوتے ہیں مساجد میں صف آرا۔ تو غریب

زحمتِ روزہ جو کرتے ہیں گوارا۔ تو غریب

نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا تو غریب

پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمہارا۔ تو غریب

اُمرا نشۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے

زندہ ہے ملّتِ بیضا غُربا کے دم سے

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی۔ نہ رہی!

برقِ طبعی نہ رہی۔ شعلہ مقالی نہ رہی!

رہ گئی رسمِ اذاں۔ رُوحِ بلالی۔ نہ رہی!

فلسفہ رہ گیا۔ تلقینِ غزالی۔ نہ رہی!

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ "نمازی نہ رہے"

یعنی۔ وہ صاحبِ اوصافِ حجازی نہ رہے

شور ہے ہو گئے دُنیا سے مُسلماں نابُود"
ہم یہ کہتے ہیں کہ "تھے بھی کہیں مُسلم موجود؟
وضع میں تم ہو نصاریٰ - تو تمدن میں ہنود
یہ مُسلماں ہیں، جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

یوں تو سیّد بھی ہو - مرزا بھی ہو - افغان بھی ہو؟
تم سبھی کچھ ہو! بتاؤ تو مُسلمان بھی ہو؟

دمِ تقریر تھی مُسلم کی صداقت بے باک
عدل اُس کا تھا قوی لوثِ مراعات سے پاک
شجرِ فطرتِ مُسلم تھا حیا سے نمناک
تھا شجاعت میں وہ اک ہستیٔ فوق الادراک

خود گدازی نمِ کیفیتِ صہبایش بُود
خالی از خویش شدن صُورتِ مینایش بُود"

ہر مسلماں رگِ باطل کے لئے نشتر تھا
اُس کے آئینۂ ہستی میں عمل جوہر تھا
جو بھروسا تھا اُسے قوتِ بازو پر تھا
ہے تمہیں موت کا ڈر۔ اُسکو خدا کا ڈر تھا
باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو
ہر کوئی مستِ مئے ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟
حیدری فقر ہے۔ نے دولتِ عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبتِ روحانی ہے؟
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر!

تم ہو آپس میں غضبناک وہ آپس میں رحیم
تم خطاکار و خطابیں۔ وہ خطا پوش و کریم
چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم
تختِ فغفور بھی اُن کا تھا سریرِ کَے بھی
یوں ہی باتیں ہیں۔ کہ تم میں وہ حمیت ہے بھی؟

خودکشی شیوہ تمہارا۔ وہ غیور و خود دار
تم اُخوت سے گریزاں۔ وہ اُخوت پہ نثار
تم ہو گفتار سراپا۔ وہ سراپا کردار
تم ترستے ہو کلی کو۔ وہ گلستاں بکنار
اب تلک یاد ہے قوموں کو حکایت انکی
نقش ہے صفحۂ ہستی پہ صداقت انکی

عِلمِ حاضر بھی پڑھا زائرِ لندن بھی ہوئے
مثلِ انجُمِ اُفقِ قوم پہ روشن بھی ہوئے
بے عمل تھے ہی جواں۔ دین سے بدظن بھی ہوئے
صِفتِ طائرِ گُم کردہ نشیمن بھی ہوئے

حال اُن کا مے نو اور زبوں کرتی ہے
شب مہ سائے کی ظلمت کو فزوں کرتی ہے

قیس زحمت کشِ تنہائیِ صحرا نہ رہے
شہر کی کھائی ہوا بادیہ پیمانہ رہے
وُہ تو دیوانہ ہے۔ بستی میں رہے یا نہ رہے
یہ ضروری ہے حجابِ رُخِ لیلا نہ رہے

شوقِ تحریرِ مضامیں میں کُھلی جاتی ہے
بیٹھکر پردہ میں بے پردہ ہُوئی جاتی ہے

عہدِ نَو برق ہے آتش زنِ ہر خرمن ہے
ایمن اس سے کوئی صحرا نہ کوئی گلشن ہے
اس نئی آگ کا اقوامِ کہن ایندھن ہے
ملّتِ ختمِ رُسل شعلہ بہ پیراہن ہے

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

دیکھکر رنگِ چمن ہو نہ پریشاں مالی!
کوکبِ غنچہ سے شاخیں ہیں چمکنے والی،
یعنی ہونے کو ہے کانٹوں سے بیاباں خالی،،
گل بر انداز ہے خونِ شُہدا، کی لالی،

ساحلِ بحر یہ رنگِ فلک عنابی ہے
یہ نکلتے ہوئے سورج کی اُفق تابی ہے!

اُمتیں گلشنِ ہستی میں ثمر چیدہ بھی ہیں،
اور محرومِ ثمر بھی ہیں خزاں دیدہ بھی ہیں،
سینکڑوں نخل ہیں کاہیدہ بھی بالیدہ بھی ہیں
سینکڑوں بطنِ چمن میں ابھی پوشیدہ بھی ہیں،
نخلِ اسلام نمونہ ہے برومندی کا،
پھل ہے یہ سینکڑوں صدیوں کی چمن بندی کا،
پاک ہے گردِ وطن سے سرِ داماں تیرا!
تو وہ یوسف ہے کہ ہر مصر ہے کنعاں تیرا!
قافلہ ہو نہ سکے گا کبھی ویراں تیرا!
غیر یک بانگِ درا کچھ نہیں ساماں تیرا!
"نخلِ شمع استی و در شعلہ دود ریشۂ تو
عاقبت سوز بود سایۂ اندیشۂ تو"

تو نہ مٹ جائے گا ایران کے مٹ جانے سے
نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے
ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

کشتیٔ حق کا زمانے میں سہارا تو ہے
عصرِ نو رات ہے۔ دھندلا سا ستارا تو ہے

ہے جو ہنگامہ بپا یورشِ بلغاری کا،
غافلوں کے لیے پیغام ہے بیداری کا
تو سمجھتا ہے یہ ساماں ہے دل آزاری کا،
امتحاں ہے ترے ایثار کا خودداری کا

کیوں ہراساں ہے صہیلِ فرسِ اعدا سے
نورِ حق بجھ نہ سکے گا نفسِ اعدا سے

چشمِ اقوام سے مخفی ہے حقیقت تیری
ہے ابھی محفلِ ہستی کو ضرورت تیری
زندہ رکھتی ہے زمانے کو حرارت تیری
کوکبِ قسمتِ امکاں ہے خلافت تیری

ختم کا ہے کو ہُوا کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

ہو نہ افسردہ اگر ہِل گئی تعمیر تری!
رازِ توحید! حکومت نہیں تقصیر تری!
تو وہ سرباز ہے اِسلام ہے شمشیر تری!
نظمِ ہستی میں ہے کچھ اور ہی تقدیر تری!

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا؟ لوح و قلم تیرے ہیں

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنّم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسّم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو
بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

وسعتِ کون و مکاں ساز ہے۔ مضراب ہے یہ
دہر مسجد ہے سراپا، خمِ محراب ہے یہ
جامِ گردوں میں عیاں مثلِ مئے ناب ہے یہ
روحِ خورشید ہے، خونِ رگِ مہتاب ہے یہ

صوت ہے نغمۂ کُن میں تو اسی نام سے ہے
زندگی زندہ اسی نور کے اتمام سے ہے

دشت میں دامنِ کوہسار میں میدان میں ہے
بحر میں موج کی آغوش میں طوفان میں ہے
چین کے شہر مراقش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ دیکھے

مردمِ چشمِ زمیں یعنی وہ کالی دُنیا
وہ تمہارے شہدا پالنے والی دُنیا
گرمیِ مہر کی پروردہ ہلالی دُنیا
عشق والے جسے کہتے ہیں بلالی دُنیا

تپش اندوز ہے اس نام سے پارے کی طرح
غوطہ زن نور میں ہے آنکھ کے تارے کی طرح

انجم اس کے ۔ فلک اس کے ہیں ۔ زمیں اس کی ہے
کیا یہ اغیار کی دُنیا ہے ؟ نہیں ! اس کی ہے
سجدے مسجود ہوں جس کے وُہ جبیں اس کی ہے
وُہ ہمارا ہے امیں ۔ قوم امیں اس کی ہے

طوفِ احمدؐ کے امینوں کا فلک کرتے ہیں
یہ وُہ بندے ہیں ادب جنکا مَلک کرتے ہیں

مثلِ بُو قید ہے غنچے میں ! پریشاں ہو جا !
رخت بر دوش ہوائے چمنستاں ہو جا !
شوقِ وسعت ہی ۔ تو ذرّے سے بیاباں ہو جا !
نغمۂ موج سے ہنگامۂ طوفاں ہو جا !

بول اس نام کا ہر قوم میں بالا کر دے !
اور دُنیا کے اندھیرے میں اُجالا کر دے !

اقبال

کلامِ نیرنگ

سید غلام بھیک صاحب نیرنگ بی۔ اے پبلک پراسیکیوٹر انبالہ کا کلام جو رسالہ مخزن لاہور میں وقتاً فوقتاً چھپتا رہا۔ عرصہ ہوا کہ ایک مجموعہ کی صورت میں دفتر مخزن سے شائع ہوا تھا۔ وہ ایڈیشن ختم ہو جانے پر دوسرے ایڈیشن کی ضرورت پڑی۔ اس لئے جناب سید صاحب کو موصوف سے بحیثیتِ مصنف ہونے کے باقاعدہ اجازت لیکر اب تیسرا ایڈیشن مقبولِ عام تقطیع پر نہایت خوشخط عمدہ سفید اینٹی فنش کاغذ لگا کر چھاپا گیا ہے۔ اس تیسرے ایڈیشن میں اور بھی چند ایک نظمیں (جو پہلے ایڈیشن میں نہیں ہیں) اضافہ ہوئی ہیں۔ نئی بات یہ بھی ہے کہ مصنف کا فوٹو بھی دیا گیا ہے۔ نیز مصنف کی نظرِ ثانی ہو کر یہ مجموعہ چھپا ہے۔ قیمت علاوہ محصولڈاک ۱۰/

ملنے کا پتہ: مینیجر "مرغوب ایجنسی لاہور" پنجاب

شکوہ، جوابِ شکوہ

از علامہ اقبال رحہ



مترجم : قریشی احمد حسین احمد
ایم اے، بی۔ ایڈ، ایم۔ او۔ ایل

۱۹۶۳ء

پنجابی ادبی بورڈ لاہور۔ ۲

شکوہ - جواب شکوہ

علامہ اقبال رح

(منظوم پنجابی ترجمہ)



مترجم : قریشی احمد حسین احمد

ایم اے ، بی - ایڈ ، ایم - او - ایل

۱۹۶۳ء

پنجابی ادبی بورڈ لاہور - ۴

شکوہ جواب شکوہ

بسلسلۂ مطبوعات پنجابی ادبی بورڈ : ۲

سنہ اشاعت : اگست ۱۹۶۳ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار

ناشر : شہباز ملک ، پنجابی ادبی بورڈ، لاہور

طابع : لاء پبلشنگ پریس، لاہور

صفحات :

قیمت : ۲ روپے

[بہ اجازت ڈاکٹر جاوید اقبال بار ایٹ لاء]

ملنے کا پتہ :

پنجابی ادبی بورڈ 269/این سمن آباد لاہور : ۳

شکوہ

شکوہ

کیوں گھاٹے وچ رہنے والا ہوواں، نفع نہ پاواں ؟
اگے دی کجھ کراں نہ چنتا پچھے دے غم کھاواں
میں بلبل دے، کتھوں توڑی رونے سندا جاواں
میں بےحس تے نہیں پھل وانگوں، کیوں نہ لباں ہلاواں؟

گل کرن دی دیہن دلیری سخنوں ذوق گھنیرے
گلے الاھمے رب دے اتے پھس پوے منہ میرے

ہے گل سچی، منن اندر ہے ساڈی مشہوری
پر ہن بول دکھاں دے موہوں پئے نکلن مجبوری
اَج چپیتے ہاں پر وچلے فریادوں بھرپوری
رونا آوے، تے تاں سمجھیں ایہہ ساڈی معذوری

اج گلہ وی سن لے ربا اپنے اہل وفاؤں
آ گئے شکوے ہوٹھاں اوتے حمد کرن دی جاؤں

ازلوں وی سی پہلاں تیری قائم ذات الٰہی
کھڑیا سی پھل وچ چمن دے اے پر باس نہ آئی
شرط انصاف دی فضلاں والیا کسے نہ مول سنائی
پھل دی، موج ہوا دے باجھوں، باس کسے نہ پائی

ساہنوں دل دی جمعیت دی خاطر سی حیرانی
نہیں تے آمت یار ترے دی رہندی کل دیوانی ؟

سال توں پہلاں ملک ترے دا حال عجب کجھ آیا
کئیاں نے رکھ، کئیاں پتھر، اپنا رب بنایا
ڈٹھا جو جو کسے نے آوسے اگے سیس نوایا
جیہڑا رب نہ نظریں آوے کسے نہ رب الایا
توں خود جانے تینوں کوئی نہ پچھے نہ کوئی جانے
مسلم گٹھ جائی تیری اندر ایس جہانے

———

ایسے جگ وچ وسدے آہے، سلجوقی تورانی
چینی چین دے اندر ہیسن وچ فارس ایرانی
ایسے چار دیواری اندر وسن لوک یونانی
ایتھے وسدے ساہن یہودی تے وسدے نصرانی
اے پر نام ترے دی خاطر کس تلوار اٹھائی
وغڑی ہوئی گل کتھ ساری کنہے آن بنائی ؟

———

اک اسی ساں تیری خاطر لڑنے مرنے والے
تیری خاطر، تیری خاطر جل تھل کرنے والے
جا کے یورپ گرجیاں اندر بانگاں پڑھنے والے
افریقہ دے صحراواں وچ اگے بڑھنے والے
شان اساڈی دے وچ جگ دے آچے سب توں پائے
کلمہ پڑھئے آتے ہوون تلواراں دے سائے

———

جیونا ساڈا دنیا دے وچ لڑنے مرنے کارن
مرنا ساڈا نام تیرے نوں اچا کرنے کارن
تیغ نہ واہی پیر اگیرے اپنے دھرنے کارن
نہ سر دتے مال متاعوں دامن بھرنے کارن
قوم اساڈی جے دنیا دی دولت پچھے مردی
وٹ بتاں دی قیمت لیندی، بت برباد نہ کردی

ٹلدے نہیں ساں جد کدی وچ پڑ دے آن کھلوندے
شیراندے وی پیر کدی نہ محکم اوتھے ہوندے
تیرے توں جو منہ بھواندا پچھے اوہدے پوندے
تیغاں کی نے توپاں اگے آ اپنے سر ڈھوندے
نقش توحیدی ہر اک دل دے اندر اساں بٹھایا
تیغاں ہیٹھ وی ایہو قصہ تیرا بول سنایا

توں ای دس خاں خیبر دا دروازہ کنے ڈھایا
قیصر والا شہر پتہ ای کنے ترت مٹایا
گھر گھر پجدیاں بتاں دا کنے جگوں تخم اڈایا
کنے سر کفاراں دے نوں گھٹے وچ رلایا
کنے اگ دی دھونی ایران والی آن بجھائی
کنے وچ دلاں دے مولا والی اٹک لگائی

کیہڑیاں بندیاں جگ وچ آ کے اک تینوں ای چاہیا
لڑن مرن دا وخت اولا کیہڑی قوم اٹھایا
کدیاں تیغاں جگ تے رتبہ شاہاں والا پایا ؟
کنیے ستی دھرتی تائیں خوابوں آن جگایا ؟
کس دے رعبوں بت خانے وچ بت وی ڈردے آہے ؟
"اللہ اک" دا کلمہ سجدے اندر پڑھدے آہے ؟

وقت نماز دا ٹھیک لڑائی دے وچ جد وی آیا
قوم حجازی نے منہ اپنا قبلے طرف بھوایا
اکو صف دے وچ کھلو گئی شاہ دے نال رعایا
شہ محتاج دے وچ کسے نہ فرق ذرا بھر پایا
نوکر، آقا، عاجز تے شہ اکو حال کھلوئے
آ دربار ترے دے اندر اک برابر ہوئے

دنیا دی اس محفل اندر ہر دم شام، صباحیں
لے توحید تری دا ساغر پہنچے تھائیں تھائیں
اساں نے تیری خاطر پھریاں آچیاں نیویاں جائیں
تینوں پک پتے نے ہارے کموں مول کدائیں ؟
جنگل تے رہے جنگل باقی، دریا وی نہ چھوڑے
کالیاں کوساں وچ دوڑائے نت ہمت دے گھوڑے

جگوں جھوٹ پنے دا سارا نام نشان مٹایا
انساناں نوں قید غلامی والی کنوں بچایا
تیرے کعبے نوں کر سجدے متھیاں نال وسایا
پاک کلام تری نوں اپنے سینے نال لگایا
مڑ وی گلہ کریں توں ایہو مول وفا نہیں کردے
اسی وفا نہیں جے کر کردے تسی وی دم نہیں بھردے

ہور وی امتاں ہین انہاں وچ ہین گنہ وی کردے
عاجز وی نے اونہاں اندر صاحب میر کبر دے
مست تے غافل وی نے بہتے مالک ہوش خبر دے
کئیں سو ہین اجیہے جیہڑے نام ترے توں ڈر دے
اے پر غیراں آتے تیری رحمت عام ہے آئی
بجلی پوے تے مومن بندے دیندے رہن دوہائی

بت اکھن وچ بت خانے دے مر گئے مومن سارے
ایس سببوں خوشی مناون ، گئے سب مومن مارے
اوٹھاں والے راگ نہ کوئی ہن وچ سفر پکارے
کچھاں ہیٹھ قرآن چھپائے جگوں لوک سدھارے
طعنے مارے کفر ایہہ تینوں کجھ احساس نہ ہووے
کیوں توحید تری دا تینوں کجھ وی پاس نہ ہووے

ایہہ نہیں گلہ جو ہین خزانے اونہاں کول نرالے
گل کرن دا چج نہ جانن جیہڑے لوک مکالے
ظلم تے ہے ایہہ کافر رکھن محل تے حوراں نالے
رہ گئے موسناں بندیاں کارن لارے حوراں والے
ہن اوہ لطف تے رحمت کیوں نہیں تیری ساڈے آتے
گل کی اے ہن بھاگ اساڈے آن اجیہے ستے

مومن کیوں ہن دنیا والی دولت مول نہ پاوے
تیری قدرت تے ہے جیہڑی وچ حساب نہ آوے
تیری رحمت ریتاں وچوں آب حباب پھٹاوے
دشت دا راہ دو موج سرابوں آن تھپڑے کھاوے
طعنے غیراں دے بدنامی آتے ہور ناداری
نام ترے تے مرنے دا کیہہ بدلہ ہے وے، خواری

بن گئی غیراں نوں ہن دنیا ساری چاہنے والی
ساڈے کارن رہ گئی باقی دنیا اک نرالی
جد اساں چھڈ دتی دنیا ہوراں آن سنبھالی
فیر نہ اکھیں کیوں توحیدوں ہو گئی دنیا خالی
اسی جیوندے ساں جے تیرا نام رہوے اک باقی
دور چلے آنج کدے نہیں ہویا جے ہوون نہ ساقی

اٹھ گئی محفل تیری مڑ گئے تیرے چاھون والے
شب دیاں آھاں وی مڑ گیاں، وقت صبح دے نالے
بدلہ پاگئے دل دکھن جو داغی وانگوں لالے
آ کے بیٹھے ساھن اجے اوہ، اوھناں پکڑ نکالے
آے عاشق لے کے وعدہ کل دا فیر سدھارے
سوھنیاں موںہاں دے لےدیوے ڈھونڈو اوس نوں سارے

———

لیلیٰ دا ھے دل وی اوھو قیس دا پہلو اوھا
نجد دے دشت جبل دے اندر ویکھو آھو اوھا
عشق دا دل وی اوھو ھے تے حسن دا جادو اوھا
سرور پاک دی امت اوھو نالے ھین تے اوھا
فیر بغیر سببوں ایڈا دل بھریا اے کیئا ؟
اپنے چاھنے والیاں آتے غضب ترا اے کیئا ؟

———

تینوں چھڈیا اے یاں تیرے پاک محمد تائیں ؟
کیتی بت گری یا بھنے بت کدے مڑ ناھیں
چھڈیا عشق یا عشقوں چھڈیاں بھرنیاں ٹھنڈیاں آھیں
یا سلمانی ھور اویسی رسماں من دے نائیں
سینیاں ساڈیاں دے اندر ھے اگ تکبیراں والی
جیونے ساڈے نے ھے پایا سارا شوق بلالی

———

منیا فیر اوہ عشق نہ رہیا، نہ اوہ رہیاں ادائیں
نہ تسلیم رضا دیاں رہیاں منیا باقی راہیں
نہ دل سوڑا الفت پاروں نہ اوہ رہیاں آہیں
ہور وفا دے رسم طریقے باقی دسدے ناہیں
ساڈے نال کدی اے تیری غیراں نال اشنائی
کیہہ کہیئے ہن، توں وی سانوں دسدا ایں ہرجائی

کامل دین توں کوہ فاراں دی چوٹی تے چمکایا
اک اشارے نال دلاں نوں سینیاں وچ تڑفایا
عشق دا حاصل ساڑن والی توں اک اگ بنایا
گرمیوں رخسارے دیوں سارا توں ایہہ دیس جلایا
اج کیوں ساڈیاں سینیاں دے وچ چنگیاڑے نہیں وسدے
اسی تے اوہو ہاں پر خود ہی آپ نہیں ہن دسدے

ملک نجد دے اندر شور سلاسل دا نہ رہیا
مجنوں نوں جھل اوس ذرا ہن محمل دا نہ رہیا
خصلت ساڈی اوہو جرات کم دل دا نہ رہیا
اجڑیا گھر تے سماں پرانا محفل دا نہ رہیا
کیہہ خوش بھاگ ہوون جے آویں نازاں نال اداواں
ساڈی محفل دے وچ آویں جاناں گھول وکھاواں

غیر تے بادہ نوشی باغیں بیٹھ اب جو کر دے
ھتھ وچ جام پیالے لے کے کن کو کو تے دھر دے
باغ دی عیشوں ھین پرے کجھ او ک وچارے سڑ دے
اوہ تیرے دیوانے اللہ ھو دی خاطر مردے
آ اپنے پروانیاں نوں دہ ذوق خود افروزی
ایس پرانی بجلی نوں دہ حکم کرے دل سوزی

———

ایس آوارہ قوم نے چائیاں فیر عرب ول واگاں
ذوق اڈن دا بے پر بلبل پایا اے وچ بھاگاں
باغ دے ھر غنچے دی خوشبو ھے بے تاب جے جاگاں
ساز نوں لا مضراب تے پر چن دل وچ سوھنیاں راگاں
نغمے نے بیتاب اس تاروں باھر آون کارن
ایہہ کوہ طور بڑا وچ سوڑاں، ھے جل جاون کارن

———

مشکل موتی امت والی سب آسان ھو جاوے
عاجز کیہڑا شاہ سلیمان والا رتبہ پاوے
چنگی جنس محبت والی ارزانی وچ آوے
ھندی بت پرست مسلمان دنیا وچ کہاوے
لہو دیاں ندیاں چھڈے ساڈی حسرت اک پرانی
سینیوں نالے اٹھن ساڈے، پاندے رام کہانی

———

پھل دی خوشبو باغوں باھر لے گئی راز چمن دے
ایہہ کی شامت آئی بن گئے پھل غماز چمن دے
عہد پھلاں دا مکیا تے مڑ ٹٹ گئے ساز چمن دے
اڈ گئے ڈالیوں گاون والے نال آواز چمن دے
ھے اک بلبل باقی نغمے دل دے گاون والی
سینے دے وچ موجاں وانگوں نغمے پاون والی

قمریاں شاخ صنوبر اتوں گیاں مار اڈاری
وچ اداسی پھل دیاں کلیاں پھلوں جھڑیاں ساری
باغ دیاں اوہ رسماں ساریاں ٹریاں اکو واری
ڈالیاں پتروں ننگیاں ہویاں لنگھیا وقت بہاری
ھر موسم تھیں بلبل دی آزاد طبیعت ہوئی
کاش چمن وچ اوھدے رونے سن دا گن دا کوئی

لطف نہ مرنے دے وچ کوئی، مزا نہ جینے اندر
ھے کجھ لطف تے خون جگر دا دم دم پینے اندر
کنّے جلوے تڑفن آ تک میرے سینے اندر
کنّے جوھر جھل مل کر دے اس آئینے اندر
اس باغے وچ وسن نائیں اے پر نظراں والے
داغ جو سینیاں اندر رکھن اج دسدے نہیں لالے

کلی اس بلبل دے نغمیوں تاں دل چاک ہو جاون
اس ٹلی دی آوازوں دل بیداری وچ آون
نویں وفا دی عہدوں تاں ایہہ نویں حیاتی پاون
اوس پرانی مے توں مڑ ایہہ دل ترھائے چاہون
مٹکے عجمی نے تے تاں کیہہ مے ہے ملک عرب دی
نغمے ہندی نے تے تاں کیہہ اے ہے ملک عرب دی

جواب شکوہ

جواب شکوہ

موتیوں کڈھی گل کدی نہ ضائع ہرگز جاندی
پر تے رکھ دی نہیں پر صفتاں اڈن والیاں پاندی
اچی نظر ہمیشہ رکھے، ہے ایہہ نیک اصلاندی
خاکی ہو کے چڑھ اسمانیں، اپنا آپ وکھاندی
عشق مرا سی شوخ تے باغی وڈھیاں چوڑاں والا
لنگھ گیا اسمانوں میرا رونا سوڑاں والا

بڈھے ایس اسمانے سنیا آکھے ہن کوئی آیا
کہن لگے سیارے ہلیا عرش بریں دا پایا
چن کیہا ہے ایہہ تے کوئی ملک زمین دا جایا
ایتھے ای جے چھپیا ہویا تاریاں آکھ سنایا
گل گلے دی سمجھی جے تاں رضواں رمز چتاری
مینوں جنتوں کڈھیا ہویا سمجھ گیا گل ساری

سن آواز فرشتے سارے آئے وچ حیرانی
عرشاں والے سمجھ نہ سکے ایہہ کیہ گل نہانی
عرشاں اتے ایہہ کیہ دسدی اج صورت انسانی
مٹی دی ایہہ چٹکی اٹھ کے ہے کتھے چڑھ جانی
ادب اداب نہ جانن کوئی واسو ملک زمیں دے
شوخ بڑے گستاخ ایہہ حدوں ودھ کے لوک دسیندے

اپنے شوخ جو نال خدا دے کردے ہین لڑائی
جنے وڈہ فرشتیوں ہیسی اہدی شان بنائی
مستی دے وچ رہنے والا نہ جانے دانائی
عجز دے بھیتاں توں کجھ اس نے نہ پائی اشنائی
گل کرن دی طاقت اتے ناز کریندے سارے
گل کرن دا چج نہ جانن ایہہ نادان وچارے

———

رب نے آکھیا، بندیا تیرا غم بھریا افسانہ
بھریا اے بیتاب اشکاں توں ایہہ تیرا پیمانہ
اسماناں تے گونجے تیرا ایہہ نعرہ مستانہ
کیڈا شوخ زبان دسیندا دل تیرا دیوانہ
گلے الاہمے والیاں کیڈیاں چنگیاں جاچاں پایاں
بندیاں نوں توں نال خدا دے گلاں کرن سکھایاں

———

اسی تے بخشش ھن وی کرئیے منگن کوئی نہ آوے
ھن وی سدھی راہے لائیے جے کوئی آونا چاھوے
اسی تے ھن وی شان وکھائیے ھنر کوئی دکھلاوے
ایہہ اوہ مٹی نہیں ھن جس توں بندہ ڈولیا جاوے
لائق ھووے جے کر کوئی دئیے شان کئیاں دی
ڈھونڈن والیاں نوں رہ دسئیے نویوں نویں جہاں دی

———

ایہہ بے زور تے کفر شرک دے عادی لوک نے سارے
پاک نبیؐ دے طور طریقے ایہناں دلوں وسارے
بت گر باقی رہ گئے جگ تے، بت شکن گئے مارے
ابراہیم دے آذر پتر والے بن گئے کارے
نوین شراب، تے نویں پیالے، آ گئے نویں شرابی
کعبہ نواں، تے بت نویں سب، ہوئی ترت خرابی

———

اوہ وی دن سن جدوں تری سی ہر جا وچ رعنائی
وچ بہاراں سوہنا وسدا سی لالہ صحرائی
ہر اک مومن بندہ ہیسی اللہ دا سودائی
کدے حبیب تہاڈا ایہہ وی ہوندا سی ہرجائی
پکا ناں خدا دے کر لو اپنا عہد غلامی
ملت احمدؐ مرسل والی کر لو خاص مقامی

———

کیڈی اوکھی ہوئی تہانوں وقت صبح بیداری
ساڈے نالوں ڈھیر تہانوں نیندر ہوئی پیاری
روزہ داری سمجھو دل وچ بہت مصیبت بھاری
ناں انصاف تسی ہی دسو ہے ایہہ خدمت گاری
قوماں مذہب ناں سہاون، بے مذہب سب موئے
باہم جذبے باہجوں محفل تاریاں دی نہ ہوئے

———

دنیا دے وچ اک تسی او ہنروں کسبوں خالی
ہاں پروا کجھ نہیں تہانوں رہی گھر بلھر والی
بجلی جس تے ڈگے، ہے او ہو پتہ اوہو ڈالی
پیو دادے دیاں قبراں ویچو عادت تساں نرالی
قبراں ویچو کرو تجارت عزت شان ودھاؤ
بت فروشی کسب بناؤ جے کدھرے کوئی پاؤ

نام نشاں اس جھوٹ ہٹے دا کنے آن مٹایا؟
قید غلامی دی تہیں کنے دسو آن چھڑایا؟
کنے میرے کعبے تائیں سجدیاں نال وسایا؟
کس قرآن مرے نوں سینے اپنے نال لگایا؟
اوہ تے وڈکے ساہن تساں دے تسی تے ہرگز ناہیں
ہتھ تے ہتھ دھرے رہو بیٹھے کل آون دی چائیں

کیہہ کہیا جے؟ مومناں کارن حوراں والے لارے؟
ہووے عقل شعور ضروری جے کوئی سخن چتارے
روز ازل تہیں سنیا ہویا ہے انصاف پیارے
کافر محل تے حوراں پاون کر کے کم نیارے
دسدا نہیں کوئی وچ تہاڈے جو حوراں نوں چاہیے
جلوے طور دے ہین اجے وی، جے موسیٰ کوئی آئے

نفع وی ہے اس قوم دا اکو، ہے نقصان وی اکو
میں وی اکو، دین وی اکو، ہے ایمان وی اکو
حرم وی اکو، رب وی اکو، ہے قرآن وی اکو
گل کی سی جے ہو جاندے ایہہ مسلمان وی اکو
کدھرے فرقے دسدے ہین تے کدھرے دسن ذاتاں
اپنا آپ سنبھالن والیاں ہن کدھرے نہیں باتاں

چھڈ دتے نے رسم طریقے تساں پیمبر والے
وقتی ٹٹو ٹھیلن کارن ہین تساں دے چالے
بن گئے رسم طریقیوں سارے غیراں دے متوالے
اپنے وڈکیاں دے ہن رسم طریقیوں جے دن کالے
دل وچ سوز نہ رہیا کوئی روح تے احساسوں خالی
پاک پیمبر والی کوئی گل تساں نہ پالی

مسجد وچ نمازاں پڑھنے والے عاجز بندے
روزہ رکھ کے بھکھاں جرنے والے عاجز بندے
ناں ترے دی خاطر پڑھنے والے عاجز بندے
ساڈی عزت خاطر مرنے والے عاجز بندے
مستی دولت دی وچ رہندے ہین امیر تمامی
زندہ کرن غریب ایہہ امت، جو امت دے حامی

وعظاں قوم دیاں سب ہویاں، اثروں فکروں خالی
نہ بجلی اوہ گلاں اندر، نہ شعلے دی لالی
بانگاں رہ گئیاں وچ جگ دے مٹیا سوز بلالی
حکمت رہ گئی لیک نہ آیا ہور امام غزالی
رون مسیتاں کرن، نمازاں کارن گریہ زاری
دیس عرب دی خوشبو ٹر گئی، بس اس ملکوں ساری

———

لوکی اکھن پا پا رولا مر گئے مومن سارے
اسی تے کہیے اس توں پہلاں ہین گئے من مارے
شکلوں دسو خاص یہودی ہندواں والے کارے
ویکھ تساں نوں بے شرماون ہندو لوک وچارے
جگ وچ تسی تے سید، مرزا، ہور افغان نروئے
سب بنے او گیئو جگ وچ اے پر مسلمان نہ ہوئے

———

مومن دی بے باک صداقت دسے وچ تقریراں
عادل منصف دسے دے کردا سوہنیاں سچ تدبیراں
بے شرمی جیہے جامے کردا لیراں لیراں
اوہدے رعب شجاعت کولوں، مڑ جاون تقدیراں
اوہدے صہبا دی کیفیت رونیوں آپ گدازی
اوہدے مینا دی ہے عادت جگوں بے نیازی

———

ہر مومن سی باطل کارن ڈاھڈا نشتر بھارا
اھدے جیون شیشے اندر عمل سی جوہر مارا
لہو اپنے دی طاقت اتے پاندا نت ککارا
باھج خدا دے موتوں ڈرنا کرے نہ مول گوارا
پیو دا علم نہ پتر جے کر دنیا دے وچ پائے
عزت ایہدے پیو والی ہتھ ایہدے کدی نہ آئے

ہر اک مست ہویا وچ مستی، نالے تن آسانی
مومن ایہو جیہے تسی او، ایہو مسلمانی
حیدر والا فقر نہ رہیا، نہ دولت عثمانی
کی تہانوں نسبت اونہاں ناں ہووے روحانی
مومن بن کے دنیا اتے اونہاں عزت پائی
چھڈ قران تساں نے عزت دنیا دی سر چائی

تسی تے ظلم کرو، اوہ ہے سن رحم کماون والے
تسی تے عیب کماؤ، اوہ سن عیب چھپاون والے
سب دی مرضی ہے بن جاو درجے پاون والے
پہلاں اونہاں جیہے تے ہوو دل گرماون والے
تخت کئیاں دا کول اونہاں دے، ناں عزت فغفوری
پہلاں اونہاں جیہی تے کوئی گل کرو ہن پوری

تسی تے ہو مر مٹنے والے، اوہ خوددار تمامی
تسی اخوت کولوں نسو، اوہ است دے حامی
تسی تے گلوں، اوہ سن کموں، دنیا دے وچ نامی
تسی تے اک کلی نوں ترسو، اوہ سن باغ مقامی
اج تک یاد نے لوکاں تائیں قصے اونہاں والے
نقش صداقت والے سارے خاص اونہاں سن پالے

تاریاں وانگوں قوماں اندر اوہ روشن سن تارے
ہندی بتاں دی الفت اندر برہمن وی سن بھارے
شوق اڈاری اندر اڈے، ڈیرے ترت وسارے
کم وی چھڈے، دین وی چھڈیا، مندے کیتے کارے
اک تہذیب نے اونہاں تائیں کر آزاد وکھایا
کعبیوں کڈھ کے بت خانے وچ بت نوں آن وسایا

مجنوں جنگلاں والی ہن نہیں زحمت چھلن والے
جنگلاں دا چھڈ واسا ہن اوہ شہریں رہن سکھالے
اوہ تے جھلے ہین، اوہ جتھے رہن ہوون خوش حالے
اے پر لیلی دے منہ اتوں پردے کون اٹھالے
شکوہ ظلم ستم دا کوئی نظر نہ کدھرے آوے
عشق ہویا آزاد تے کیوں نہ حسن آزادی چاوے

نواں زمانہ بجلی دسے، ہر خرمن نوں ساڑے
اس توں بچدے سول نہ دسدے، نہ چنگے، نہ ماڑے
اھدے ظلموں پچھلیاں قوماں کردیاں رہیاں ھاڑے
پاک بنی دی امت دے وی آئے اج دھاڑے
اج وی دل وچ ابراہیمی جے ایمان ہو جاوے
اس توں مڑ اک باغ سہانا ظاھر نظریں آوے

———

رنگ چمن دا ویکھ ، اداسی آج ہووے نہ مالی
انھاں شاخاں دے وچ دسے گل اک رونق والی
کوڑے کرکٹ کولوں ہوندے باغ سدا نے خالی
خون شہیداں والی پھلاں اوتے ویکھو لالی
اسماناں دے آتے ویکھو سرخی چھائی ہوئی
پو پھٹن دی ویکھ گھڑی ھن نیڑے آئی ہوئی

———

بڑیاں امتاں جگ دے باغوں لے گئیاں پھل، نالے
کجھ محروم وی رہیاں، ڈٹھے ھتھ خزانواں والے
کئیاں پھل وی بیجیا، بعضیاں بہت ہویاں برمالے
اجے وی کئیں سو وچ چمن دے ستے ہوئے لالے
ھے اسلام نمونہ پھل دا فتح وطن دا مایہ
ایہہ پھل صدیاں دی لے محنت، باغاں وچ اگ آیا

———

دیس دے ولوں پاک رہیا اے ہر دم داماں تیرا
توں اوہ یوسف ہیں ہر مصرے اندر کنعاں تیرا
قافلہ ہو نہیں سکدا ہرگز کدی وی ویران تیرا
ٹلی دی آوازے باھجوں، نہیں کج ساماں تیرا
شاخ شمع دی ہیں توں، تیرے شعلیاں دے وچ ریشے
آخرکار جلاون والے ہین ترے اندیشے

—— ——

توں تے کدی نئیں مٹنے والا، خواہ ایراں مٹ جائے
مستی خمر دی جیونکر کاسہ اپنے وچ نہ پائے
ایہہ تاتاری حملے سارے تینوں سبق پڑھائے
بت خانے دے وچوں مالک کعبے دے اٹھ آئے
حق دی ڈبدی بیڑی دا ایں توں ای اک سہارا
نواں زمانہ رات ہنیری، جس وچ توں اک تارا

—— ——

ہے بلغاری ہنگامے دا رولا وچ زمانے
ایہہ پیغام ہے آیا، ستیاں تائیں اج جگانے
توں تے سمجھیں اس نوں اپنے درداں دے افسانے
ایہہ تے وقت ہے آیا تیری خودداری ازمانے
ڈر نا ہیں خواہ گھوڑے دشمن والے لیں ہلارے
حق دا نور نئیں چھپن والا، دشمن جاسن مارے

—— ——

قوماں کولوں ہے پوشیدہ، اج حقیقت تیری
اس دنیا دی محفل نوں ایں، اج ضرورت تیری
زندہ سارے جگ نوں رکھے، اج حرارت تیری
ہر تھاں دی ہے قسمت اندر اج خلافت تیری
فرصت دا ایہہ وقت تے ناہیں کم اجے نے باقی
حق دا نور پھیلاون والے غم اجے نے باقی

— —

خوشبو وانگوں کلیاں دے وچ قید نہ رہو، پوسوڑا
باغ دیاں واں واں دے موھڈے چڑھ دوڑا وگھوڑا
آو ذرے کر ہوش تے ہو جا صحرا وانگوں چوڑا
نغمیا موج دیا اٹھ دہ طوفاناں وانگ مروڑا
عشق دے زوروں ہر شے تائیں کر دے اچا سارا
نام نبی ص سرور دا جگ وچ روشن کر دے یارا

— —

ایہہ نہ ہووے پھل تے بلبل دا آواز نہ ہووے
دنیا دے اس باغ دے اندر ناز نیاز نہ ہووے
ایہہ ساقی نہ ہووے تے مڑ، مے، خم، ناز نہ ہووے
ایہہ توحید نہ ہووے، تے کج تساں دا ساز نہ ہووے
چھت اسماناں دا استادہ، ہے اس ناں دے پاروں
جوش جہان دی نبضے اندر رہے بس ایس بخاروں

— —

جنگل کیہہ، منگل دے اندر، ہور پہاڑ میداناں
وچ سمندر، موجاں، خطریاں، ہور اندر طوفاناں
چین دے شہر، مراقش اندر، ہور اندر بیاباناں
ہور مسلماناں دیاں ہے پوشیدہ وچ ایماناں
ویکھن قوماں روز حشر تک ایہہ شاناں، نظارے
شان رفعنالک ذکرک سن لو، سن لو لوکی سارے

ایس زمین دی اکھ دی دھیری یعنی کالی دنیا
تیرے شہیداں نوں سر اکھاں لاون والی دنیا
سورج دی ایہہ گرمی والی، کہن ہلالی دنیا
عاشق جس نوں سب آکھن اوہ خاص بلالی دنیا
جوش خروش اوہ اپنا ایسے کاروں چاون والی
اکھ دے تاریاں وانگوں نوروں غوطے کھاون والی

عشق تری تلوار ہے مومن، عقل ہے وانگوں ڈھالے
اے میرے درویش، حکومت تیری چار دوالے
غیر اللہ نوں تکبیراں دے شعلے ساڑن والے
تیریاں تقدیراں اے مومن تدبیراں دے حالے
پاک محمدص، نال وفا جے کریں، تے اسی ہاں تیرے
ایہہ جگ کی اے، ملک تری وچ لوح قلم دے ڈیرے

مک گیا

پنجابی ادبی بورڈ

کا اشاعتی پروگرام

۱ - پنجابی لغت (خورد)	پنجابی ادبی بورڈ
۲ - پنجابی عروض	,, ,, ,,
۳ - نادر دی وار (اصلی نسخے توں)	,, ,, ,,
۴ - پنجابی گرامر (مکمل)	مولوی محمد علی فائق
۵ - سانجھ (ناول)	سایم خان گمی
۶ - مجموعہ غزلیات	حکیم ناصر
۷ - سو سیانا اکو مت (پنجابی اکھان)	شہباز ملک
۸ - نویاں راہواں (شاعری انتخاب) مرتب: سلیم کاشر	
۹ - نویاں راہواں (نثر) مرتب: شہباز ملک، عبدالغفور قریشی	
۱۰ - کنگن	شہب: اسمٰعیل قلندر

